رام بابوسکسینہ کی ''اردو ادب کی تاریخ'' کا تجزیاتی مطالعہ

فضیلت بانو*

Abstract:

In 86 years many historian of Urdu literature have attempted to write/ compile a comprehensive and authentic history of Urdu literature, yet a history of Urdu literature by Ram Babu Saxaina remains a pioneer work despite its known short comings or limitations. In fact it is the foundation, upon which many architects have designed majestic structures, whether they were individuals or group of editors.

In this article analytical study of this history is being presented which became a land mark achievement by a "Babu" which invites attention to many researchers to deconstruct its system after colonial legacy.

رام بابوسکسینہ:

مالک رام کے تذکرۂ ماہ وسال کے مطابق، رام بابوسکسینہ پپر، ضلع فرخ آباد میں ۲۷ستمبر ۱۸۹۶ء کو پیدا ہوئے اور میرٹھ میں ۳۰دسمبر ۱۹۵۷ء کو فوت ہوئے۔ اثر لکھنوی ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ڈاکٹر رام بابوسکسینہ ایم اے ڈی لٹ، ایل ایل بی چشم بددور بلا کے ذہین اور یونیورسٹی کے امتحانوں میں ہمیشہ اوّل آیا کیے بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے۔ انھیں اُردو کا مسیحا اور اسی کے

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

ساتھ اردو کا عاشق شیدا کہنا بے جا نہ ہوگا۔انھوں نے انگریزی میں ''تاریخ ادب اُردو'' لکھ کر اُردو کو صرف ہندوستان بھر سے نہیں بلکہ غیر مما لک سے روشناس کرایا۔''(۱)

انگریزی میں لکھی ہوئی ان کی ''اے ہسٹری آف اُردو لٹریچر'' رام نرائن لال نے الہ آباد نے ۱۹۲۷ء میں شائع کی۔اس میں ۳۸۵ صفحے ہیں۔ابتداء میں رام بابو سکسینہ اور تیج بہادر سپرو کے پیش لفظ ہیں اور آخر میں اشاریہ۔کتاب کا انتساب سر ولیم سنکلیر میرس، گورنر یو پی کے نام ہے۔

انگریزی کتاب کا اُردو ترجمہ:

انگریزی کتاب کا اُردو ترجمہ نول کشور پریس لکھنؤ سے ۱۹۲۹ء میں شائع ہوا۔اس کی ابتداء میں سکسینہ اور سپرو کے انگریزی پیش لفظوں کے ترجمے نیز مرزا محمد عسکری کا طویل ''التماس مترجم'' ہے۔انھوں نے نظم ونثر کے حصوں کو الگ الگ کر دیا ہے۔

۲۔ انگریزی کتاب کا انتساب گورنر یو پی کے نام ہے جبکہ اردو ترجمہ نواب حامد علی خاں فرماں روائے رام پور کے نام معنون ہے۔

۳۔ مصنف نے بعض اصل ماخذ سے نقل کرنے میں حذف واضافہ سے کام لیا ہے جبکہ مترجم نے انھیں اصل کتاب کے مطابق لکھا ہے۔مثلاً سکسینہ نے زیادہ تر عیسوی سنین دیے جب کہ قدما کی تاریخیں ہجری سنین میں ملتی ہیں، ہجری سنہ کے مطابق عام طور پر دو انگریزی سنین آتے ہیں، عسکری مرزا نے متعدد موقعوں پر عیسوی سنہ کے بجائے ہجری سنہ لکھا ہے۔

انگریزی اور اُردو ترجمے میں فرق:

انگریزی میں نمونہ کلام نہیں دیا گیا اور ساتھ دلیل یہ دی ہے کہ:

۱۔''نمونوں سے ضخامت بہت بڑھ جاتی ہے۔''اردو میں نمونہ کلام دیا گیا ہے۔

۲۔مصنف نے کسی اصل ماخذ سے نقل کرنے میں کچھ ترمیم کی تھی تو اسے درست کر دیا ہے۔

۳۔مترجم کو کہیں مصنف کی رائے سے اختلاف ہے تو فٹ نوٹ میں ظاہر کر دیا ہے۔

۴۔ادیبوں کی تصویریں تلاش کر کے شامل کی ہیں۔

ڈاکٹر گیان چند لکھتے ہیں:

> ''۱۹۲۷ء کے زمانے کو دیکھتے ہوئے سکسینہ کی تاریخ کا خاکہ قابلِ تحسین وستائش ہے حالانکہ اُردو میں ابواب وہی ہیں لیکن ان کے عنوانات میں ترمیم کر کے عسکری نے باہمی کساؤ اور

بندھاؤ کو ضرر پہنچایا ہے۔سکسینہ کا پہلا باب اُردو زبان کے آغاز کے متعلق ہے۔دوسرے کا عنوان ہے
''اردو ادب کا عمومی جائزہ''عسکری نے اس کو''ادب اردو کی ترقی کے ابتدائی دور'' کہا ہے جو غلط ہے
کیونکہ اس جائزے میں امیر و داغ اور آزاد و حالی، ناول نویسی وڈراما تک شامل ہیں۔اس کے بعد
سکسینہ نے شاعری کے دبستانوں کو لیا ہے۔''(۲)

رام بابو سکسینہ نے چوتھے باب کا عنوان رکھا ہے''ابتدائی اردو شاعری کا دکن اسکول''عسکری نے اسے ''قدیم شعرائے دکن''عنوان دیا ہے۔اس کے بعد دلی اسکول کو پکڑ کر اسے چار حصوں اور ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

عسکری نے دبستان کا لفظ اڑا کر منشائے مصنف کی خلاف ورزی کی ہے۔سکسینہ اور عسکری کے باب ۵، ۶، ۷ اور ۱۲ کے عنوانات سے یہ فرق اس طرح واضح ہوتا ہے کہ عسکری نے ابواب کے نام کافی حد تک بدل کر لکھے ہیں:

''باب نمبر ۵ سکسینہ۔اُردو شعرا کا دلی اسکول، حصہ ۱، آرزو اور حاتم کا عہد
باب نمبر ۵ عسکری۔اساتذہ دہلی، حصہ اول، طبقہ متقدمین حاتم اور آبرو کا زمانہ
باب نمبر ۶ سکسینہ۔اُردو شعرا کا دلی اسکول، حصہ ۲، میر اور سودا کا عہد
باب نمبر ۶ عسکری۔اساتذۂ دلی، حصہ دوم، طبقہ متوسطین، میر اور سودا کا زمانہ
باب نمبر ۷ سکسینہ۔اُردو شعرا کا دلی اسکول، حصہ ۳، انشاء اور مصحفی کا عہد
باب نمبر ۷ عسکری۔اساتذہ دہلی طبقہ متاخرین، انشاء اور مصحفی کا زمانہ
باب نمبر ۱۲ سکسینہ۔دلی کا دربار اور اس کے شعراء، حصہ ۴، غالب اور ذوق کا زمانہ
باب نمبر ۱۲ عسکری: طبقہ متوسطین، شعرائے دلی، ذوق اور غالب کا زمانہ
باب نمبر ۱۲ میں دلی دربار اور اس کے شعراء سے سکسینہ کی مراد دبستان دلی ہے۔عسکری کو دبستان سے عار ہے۔انھوں نے متقدمین، متوسطین اور متاخرین کی تقسیم کی۔''(۳)

انشاء اور مصحفی کو متاخرین کہنا کہاں تک مناسب ہے۔حیرت کی بات ہے کہ ان کے بعد ذوق اور غالب کو پھر سے متوسطین میں جگہ دی۔

سکسینہ کے گیارہویں باب کا عنوان ہے۔

The Stragglers_ Nazir Akbarabadi and Nasir Dehlvi

اُردو کا عنوان محض ''نظیر اکبرآبادی اور شاہ نصیر دہلوی'' ہے۔

شاہ نصیر کوئی اہم یا تاریخ ساز شاعر نہیں ہے اسے بارہویں باب میں غالب اور ذوق کے ساتھ رکھا جا سکتا تھا۔

اُردو اور انگریزی کے عنوانات یوں ہیں:

باب نمبر ۱۵ سکسینہ: اُردو نثر، اس کی ابتداء اور ترقی، حصہ اول فورٹ ولیم کالج، کلکتہ

باب نمبر ۱۵ عسکری: نثرِ اُردو کی ابتدا اور ترقی

باب نمبر ۱۶ سکسینہ: اُردو نثر اس کی ابتدا اور ترقی حصہ ۲، غالب اور سرسید کا عہد

باب نمبر ۱۶ عسکری: نثر اُردو کا دورِ متوسط اور دور جدید

باب نمبر ۱۷ سکسینہ: اُردو نثر، حصہ ۳، اُردو ناول کی ابتداء سرشار اور شرر کا عہد

باب نمبر ۱۷ عسکری: اُردو ناول کی ابتداء شرر اور سرشار کا زمانہ

باب نمبر ۱۹ سکسینہ: اُردو ادب کی ترقی اور اکتسابات

باب نمبر ۱۹ عسکری: زبانِ اردو کی خاص خوبیاں اور اس کے متعلق بعض اہل الرائے کی قیمتی رائیں۔(۴)

مرزا عسکری نے اُردو میں ایک طویل ضمیمے کا اضافہ کیا ہے۔ جس میں نوبت رائے نظر، چکبست اور اقبال کے حالات ہیں۔ عسکری نے بڑی تعداد میں اضافے اور تصحیحات کی ہیں اور انگریزی کے بعض اندراجات کو حذف بھی کر دیا ہے اور کہیں کہیں ترمیم بھی کی ہے۔

انگریزی کتاب اور اُردو ترجمے کا اختلاف:

۱۔ انگریزی ص ۵ پر پرتگالی الفاظ کی فہرست دی ہے ان میں ایک لفظ پر یگ کی قوسین میں تصریح کی ہے۔ ''چھوٹی کیل'' اُردو میں ص ۸ پر یہ صراحت حذف ہے۔ سکسینہ کے لفظ ''چھاپ'' کو ''چھاپہ'' لکھا ہے۔ دونوں میں بہت فرق ہے۔

۲۔ انگریزی ص ۷ پر لفظ ''ہندوستانی'' کو ۱۶۱۶ء میں استعمال کرنے والے شخص YULE کو اُردو ص ۱۱ پر سہواً مسٹر پول لکھا ہے۔

۳۔ انگریزی ص ۷ پر عنوان URDU PROSODY ہے جس کو عسکری نے ص ۱۲ پر ''نظمِ اُردو'' کا عنوان دیا ہے۔ صحیح ترجمہ ''اُردو عروض'' ہے۔

۴۔ انگریزی ص ۵ پر دکن کے ریختی گو محمد قادری خاکی کو اُردو ص ۲۵ پر محض سید محمد قادری معاصر ولی لکھا ہے، تخلص کے بغیر اس کی شناخت مشکل ہے۔

۵۔ انگریزی ص ۲۱: سب سے پہلے اُردو میں قرآن کا ترجمہ ۱۸۰۳ء کے لگ بھگ ہوا۔

اردو ص ۳۴: قرآن مجید کا سب سے پہلا ترجمہ زبان اُردو میں ۱۸۰۳ء میں شائع ہوا۔

انگریزی میں ۱۸۰۳ء کے لگ بھگ کہا ہے جبکہ اُردو میں اسے قطعیت سے ۱۸۰۳ء لکھ دیا۔ انگریزی میں ''ترجمے'' کی تاریخ دی تھی اردو میں اسے ''اشاعت'' کی تاریخ قرار دے دیا ہے۔ اردو مترجم نے بارہا ایسا کیا ہے کہ سکسینہ کے ''تقریباً'' کو حذف کر دیا ہے۔

۶۔ عسکری نے ص ۶۱ پر میر حسن کے تذکرے سے لے کر غواصی کے بارے میں ایک اقتباس کا اضافہ کیا ہے۔

۷۔ سکسینہ نے ص ۳۸ پر ''سب رس'' کی تاریخ ۱۰۴۰ھ یا ۱۰۴۵ھ کے قریب لکھی ہے۔ اُردو میں ص ۶۱ پر قریب کا لفظ اڑا کر محض ۱۰۴۰ھ یا ۱۰۴۵ھ لکھ دیا ہے۔ اُردو صفحہ ۶۳، ۶۲ پر قطبی، جنیدی، نوری، شاہی اور مرزا کے حالات عسکری کا اضافہ ہیں۔

۸۔ سکسینہ: سکسینہ نے ص ۳۹ پر ایک دکنی مثنوی نگار کا نام TABAI ''طبائی'' اور اس کی مثنوی کا نام ''قصہ بہرام و گل بدن'' لکھا ہے۔

۹۔ عسکری نے تصحیح کر کے شاعر کا نام ''طبعی'' اور مثنوی کا نام بہرام و گل اندام'' لکھا (ص ۶۲)

۱۰۔ عسکری کا اضافہ:

عادل شاہیوں کے بارے میں ص ۶۴ کا پہلا پیرا عسکری کا اضافہ ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہ پورا پیرا لفظ بہ لفظ شمس اللہ قادری کی ''اردوئے قدیم'' کے پہلے اڈیشن سے نقل کیا ہے لیکن حوالہ نہیں دیا۔ (ص ۳۴-۳۱) ص ۶۵ پر عادل شاہ کے بارے میں خافی خاں کا اقتباس بھی اُردو کا اضافہ ہے اس عہد کے شعراء رسمی، (کذا)، شاہ ملک، امین، سیوا، مومن، ہاشم اور کے نام بھی انگریزی کتاب میں نہیں۔ رسمی دراصل ''رستمی'' ہونا چاہیے۔ اس کے حالات بھی اُردو میں اضافہ ہیں۔ اُردو میں نصرتی کے حالات میں شمس اللہ قادری اور عبدالجبار خاں ملکاپوری سے لے کر اضافہ کیا ہے۔

نصرتی کا سنہ وفات سکسینہ نے ص ۴۰ پر ۱۰۷۵ھ/ ۱۶۸۵ء لکھا ہے۔ اُردو صفحہ ۶۶ پر ۱۰۹۵ھ درج ہے۔

سکسینہ: سکسینہ نے ص ۴۰ پر نصرتی کی مبیّنہ کتاب ''گلدستۂ عشق'' کو غزلوں اور نظموں کا دیوان لکھا ہے۔ عسکری نے بقول شمس اللہ قادری اسے مثنوی کا مجموعہ قرار دیا ہے۔ (ص ۶۷)۔ اردو میں ۶۸ تا ۷۱ پر شاہ ملک، شاہ امین، عاجز، بحری، امین، ولی دکھنی، وجدی اور فقیر اللہ آزاد کے حالات نیز ص ۷۱ پر ''شعرائے اورنگ آباد'' کے عنوان کا پورا پیرا اُردو کے اضافے ہیں۔

باب نمبر ۵ اُردو ص ۸۳۔۸۲ پر اضافے:

اس باب کے تمہیدی بیانات میں اُردو میں کئی جگہ چھوٹے چھوٹے اضافے ہیں۔ مثلاً ص ۸۱ پر ''اُردو لغات کی ترتیب''، ص ۸۲ پر ''دلی کے پرانے شاعر''، ص ۸۴ پر ''عربی و فارسی الفاظ و خیالات کا داخلہ'' اور ''سنسکرت و بھاشا و قدیم دکنی الفاظ کا اخراج'' کے عنوانات وغیرہ۔

اردو ترجمے میں تصحیحات:

۱۔ اردو ترجمے میں بعض تصحیحات بھی ہیں۔ مثلاً سکسینہ نے ص ۵۱ پر مرزا مظہر کے شاگردوں میں دو نام امام اللہ خاں اور فقیر شاہ دردامن (Fakir Shah Dardaman) لکھے ہیں۔ اُردو ص ۹۳ پر انھیں درست کر کے خواجہ احسان اللہ خان بیاں اور محمد فقیہ دردمند لکھا ہے۔ اوّل الذکر کو عام طور سے ''امن اللہ خاں'' کہا جاتا ہے لیکن جمیل جالبی نے کئی مآخذ سے ثابت کیا ہے کہ اس کا صحیح نام ''خواجہ احسن الدین خاں ہے۔'' (۵)

(جلد دوم، حصہ اول، ص ۷۰۴، حاشیہ)

۲۔ انگریزی ص ۵۵ پر میر درد کی عرفیت ''میاں صاحب'' لکھی ہے۔ اردو میں شائد اسے اس لیے حذف کر دیا ہے کہ یہ درست نہیں۔

۳۔ انگریزی ص ۶۳۔۶۲ پر سودا کی ۱۲ تصانیف گنائی ہیں۔ ان میں آخری دو کو چھوڑ کر بقیہ سب ''کلیاتِ سودا'' کے مشمولات ہیں۔ الگ سے کتابیں نہیں۔ نمبر ۱۰ مثنوی ''شعلہ عشق'' کی نثر اور ۱۱ تذکرہ ہے۔

اردو میں ان ۱۱ کو ''تصانیف جمیع اقسام سخن میں'' کہا ہے (ص ۱۱۱) اس سے گمان ہوتا ہے کہ یہ آزاد تصانیف ہیں۔

۴۔ انگریزی ص ۶۷ پر میر حسن اور ان کے والد میر ضاحک دونوں کا نام میر غلام حسن لکھا ہے۔ یہ بیٹے کا نام تھا والد کا نہیں۔ اُردو میں ص ۱۲۲ پر ضاحک کا صحیح نام میر غلام حسین دیا ہے۔ اسی صفحے پر سکسینہ نے میر حسن کے بارے میں لکھا ہے کہ ''عربی بالکل نہ جانتے تھے لیکن فارسی پر عبور حاصل تھا۔

مرزا عسکری نے سکسینہ کے بیان کا یوں ترجمہ کیا:

''میر حسن عربی کم جانتے تھے مگر فارسی میں کمال حاصل تھا۔'' (۶) (ص ۱۲۳)

عربی بالکل نہ جاننے کو عربی کم جاننا نہیں کہہ سکتے۔

۵۔ انشا کے سلسلے میں سکسینہ نے ص ۸۳ پر فرماں روائے لکھنؤ کا نام سعادت یار خاں لکھا ہے۔ اُردو میں درست

نام سعادت علی خاں درج ہے۔

۶۔ سکسینہ نے ص ۹۶۔۹۵ پر جان صاحب کا انتقال ۱۸۹۷ء کے آس پاس دکھایا ہے۔ اُردو میں ''آس پاس'' ہٹا کر قطعیت سے ۱۸۹۷ء لکھ دیا گیا ہے۔

۷۔ انگریزی میں ص ۱۰۷ پر امداد علی بحر کا سنہ ولادت ۱۲۲۵ھ (۱۸۱۰ء) اور اشک کا سنہ ولادت ۱۲۱۴ھ (۱۷۹۹ء) دیا ہے۔

معلوم نہیں کیوں یہ اُردو میں حذف کر دیے گئے ہیں۔

۸۔ سکسینہ نے ص ۱۱۱ پر لکھا ہے کہ آتش نے عربی میں علمِ قافیہ پر ایک رسالہ پڑھا۔ اُردو میں ص ۲۴۳ پر اسے ''فنِ عروض'' کا رسالہ لکھا ہے۔

۹۔ واجد علی شاہ کے چھ دواوین کے نام سکسینہ اور عسکری نے قدرے مختلف لکھے ہیں۔ مسعود حسن رضوی کی کتاب ''سلطان واجد علی شاہ'' میں بھی بیانات فرق ہیں۔

	سکسینہ ص ۱۱۸		عسکری ص ۲۵۸		مسعود حسن رضوی ص ۷۷۔۱۶۸
۱۔	شعاعِ فیض	۱۔	شیوعِ فیض	۱۔	گل دستۂ عاشقاں
۲۔	قمرِ مضمون	۲۔	قمرِ مضمون	۲۔	بے نام۔ سخنِ اشرف ہو سکتا ہے۔
۳۔	سخنِ اشرف	۳۔	سخنِ اشرف	۳۔	دیوانِ ثالث بے نام
۴۔	گل دستۂ عاشقانہ	۴۔	گل دستہ عاشقان	۴۔	نظمِ نادر
۵۔	اخترِ ملک	۵۔	ماہِ ملک	۵۔	دیوانِ بے نام (سخنِ اشرف)
۶۔	نظمِ نام ور	۶۔	نظمِ نام ور	۶۔	قمرِ مضمون
				۷۔	ملک اختر'' (۷)

۱۰۔ سکسینہ نے ص ۱۳۹ پر سید ذوالفقار علی مرزا، ان کے بیٹے سید علی مرزا اور پوتے سید مرزا انس مرثیہ گو کے خاندان کا شجرہ دیا ہے۔ جس میں تعشق، عشق، پیارے صاحب رشید وغیرہ شامل ہیں۔

معلوم نہیں کیوں، عسکری نے یہ شجرہ، حذف کر دیا ہے۔

۱۱۔ انگریزی ص ۱۸۲ پر امیر مینائی کے ایک دیوان کا نام ''محمد خاتم النبیینؐ'' لکھا ہے۔ عسکری نے ص ۳۶۱ پر صحیح نام ''محامد خاتم النبیینؐ'' درج کیا ہے۔

۱۲۔ انگریزی ص ۱۹۳ پر جلال کے چار دیوانوں کے نام دیے ہیں۔

اُردو میں ص ۳۷۹ پر ان کی تعداد چار درج کر کے ناموں کو حذف کر دیا ہے۔

۱۳۔ سکسینہ نے ص۲۱۰ پرنئی طرز کے اعتدال پسند شعرا میں جعفر علی خاں اثر اور حامد اللہ افسر کو بھی شامل کیا ہے۔
عسکری نے ص۴۰۴ پر ان دونوں کو حذف کر کے مولوی محمد اسماعیل کو شامل کیا ہے۔

۱۴۔ سکسینہ کے ص۲۴۰ پر بندہ نواز سے منسوب ''معراج العاشقین'' کا ترجمہ ''نشاط العشق'' لکھا ہے جو درست نہیں۔

اردو میں ص۲ پر عسکری نے اس کی یوں تصحیح کی ہے کہ بندہ نواز کے نواسے محمد عبداللہ الحسینی نے ''نشاط العشق'' کا دکنی میں ترجمہ کیا ہے۔

۱۵۔ سکسینہ نے ص۲۴۹ پر فارسی ''گل بکاؤلی'' کے مصنف کا نام عظمت اللہ بنگالی اور تاریخ ۱۱۲۲ھ، (۱۷۱۰ء) دی ہے۔
عسکری نے ص۱۲ پر تصحیح کر کے مصنف کا نام عزت اللہ بنگالی اور سنہ ۱۱۲۴ لکھا ہے۔

۱۶۔ انگریزی میں نہال چند لاہوری کی ایک مثنوی ''عدانِ منظوم'' (Idan-i-Manzum) کا بھی ذکر رہے۔ اردو میں نہیں ہے۔

۱۷۔ سکسینہ نے لکھا ہے۔ پروفیسر نامی، پروفیسر ضامن علی اور لیکچرار اُردو آلہ آباد یونی ورسٹی اردو کا بہت مطالعہ رکھتے ہیں (Highly Read in Urdu) (ص۳۱۴)۔

اُردو میں اس کا ترجمہ یوں کیا ہے:

''اسی طرح پروفیسر نامی، پروفیسر ضامن علی الہ آباد یونیورسٹی کے لیکچرار بھی ادب اردو میں بڑی بصیرت رکھتے ہیں۔ (ص۹۲)

۱۸۔ شرر کے حالات اُردو میں انگریزی سے فرق میں ہیں۔ شرر نے عسکری کو خود نوشت حالات لکھ کر بھیجے۔ اردو میں ۱۲۵ تا ۱۳۳ پر یہی درج ہیں۔ انگریزی سے نہیں لیے۔

۱۹۔ سکسینہ نے ص۳۹-۳۳۸ پر شرر کی ۳۶ کتابوں کے نام دیے ہیں۔ اردو میں یہ سب نام نہیں ہیں۔

۲۰۔ انگریزی میں زیادہ ڈرامہ نگاروں کے نام دیے ہیں۔ اُردو میں ان سے بعض حذف کر دیئے گئے ہیں۔

انگریزی اور اُردو نسخوں کے تقابلی جائزے سے رام بابو سکسینہ کی اصل کتاب کی بعض اغلاط اور خوبیاں سامنے آجاتے ہیں۔ سکسینہ کے بعض تنقیدی فیصلے مشکوک ہیں۔ وہ بعض غیر اہم ادیبوں کو اہم قرار دیتے ہیں۔ مثلاً ص

۳۱۳ پر پروفیسر ضامن علی کو اُردو ادب میں بہت پڑھا لکھا قرار دیتے ہیں۔ کسی خان بہادر سلطان احمد کو بہت عظیم ناموں (Most Eminen Names) میں شمار کرتے ہیں۔ مولانا ظفر علی خاں کے لیے لکھتے ہیں ''عظیم ترین لکھنے والوں میں سے ایک'' نیز اردو کا محسن، ہاشمی فرید آبادی، دکن کے ادبی گروہ کا ایک اور عظیم نام جس کے اکتسابات کا معتبر ریکارڈ ہے۔ ص ۱۲۵ پر جلال کے بیٹے کمال اور جلال کے شاگرد احسان شاہ جہاں پوری کو ممتاز قرار دے چکے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بڑا ادیب نہیں، ظفر علی خاں صحافت میں اہمیت رکھتے ہیں، ادب میں نہیں۔

اسی طرح ص ۳۱۷ پر اس دور کے رسالوں میں ''شباب اُردو'' لاہور، رسالہ ''اکبر'' الہ آباد اور رسالہ حسن اور ''العصر'' حیدر آباد کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ سب غیر اہم پرچے ہیں۔ باب نمبر ۱۷ ''اردو ناول کی ابتداء'' سے متعلق ہے لیکن اس کے کئی صفحوں میں داستانوں، مثلاً ''داستانِ امیر حمزہ'' اور ''بوستان خیال'' کی تفصیل ہے۔ جو غیر متعلق ہے۔ داستانوں کو ایک علیحدہ باب یا جزو باب دینا چاہیے تھا۔

رام بابو سکسینہ کی کتاب ۱۹۲۷ء میں شائع ہوئی۔ اس کی تسوید اس سے پہلے کے دو تین برسوں میں ہوئی ہوگی۔ اس وقت تک جدید تحقیق اور تنقید دونوں کا آغاز ہی ہوا تھا۔ ان کو جو تحقیقی وراثت ملی تھی اسے نظر میں رکھا جائے تو ان کے تسامحات قابل درگزر ہیں۔ انھوں نے کتاب کے آخر میں اپنے ماٰخذ کی فہرست یعنی کتابیات نہیں دی لیکن اشاریے سے کچھ اندازہ ہوسکتا ہے۔

''آب حیات'' کے بعد رام بابو سکسینہ کی تاریخ بہت اہم قدم ہے۔ آبِ حیات رومانوی افسانوی رنگ کی کتاب ہے۔ سکسینہ کی تاریخ صحیح معنوں میں جدید ادب تاریخ ہے۔ سکسینہ کی چند تحقیقی بحثیں قابل قدر ہیں مثلاً ص ۴۱ پر ولی کے وطن کی بحث، ص ۵۹ (اردو ص ۱۰۵) میر درد کی عمر کی تحقیق، ص ۷۳ پر میر کے بارے میں محمد حسین آزاد کے بعض بیانات کی تغلیط، باب نمبر ۱۳، ص ۷۷۔۲۷۱ غدر کے بعد دلی اور لکھنؤ سے اُردو شعرا کی ہجرت وغیرہ۔ باب نمبر ۱۵ سے ۱۸ تک اُردو نثر اور ڈرامے کی تاریخ سکسینہ کی اولیات میں ہے کیونکہ ان سے پہلے کے مورخ محض شاعری پر توجہ کرتے تھے۔ ص ۲۴۶ پر حیدر بخش حیدری کا بیان کافی مفصل اور جامع ہے کہ آج تک اردو تاریخوں میں اس سے زیادہ مواد نہیں ملتا۔ ص ۲۶۲ پر ''الف لیلہ'' کے ترجموں کا بیان بھی سکسینہ کی اولیات میں ہے۔ اردو ادب کی کسی عام تاریخ میں یہ اتنی تفصیل سے نہیں ملتا۔

تنقید میں سکسینہ کی اس دور بینی کی داد دینی پڑتی ہے کہ انھوں نے ترقی پسندوں سے بھی پہلے نظیر اکبر آبادی کی اہمیت کی گرفت کی۔ کتاب کی ایک خامی جدید دور کے شعرا پر سے سرسری گزر جانا ہے۔ دوسری بڑی خامی شعری اور نثری نمونوں کے نہ ہونے کی ہے۔ انگریزی عبارت کے بیچ اردو اقتباسات، اُردو ٹائپ میں چھاپے جا سکتے تھے۔ عسکری نے اس کمی کو پورا کیا۔

سکسینہ کی شہرت عسکری کے اردو ترجمے کی بدولت ہے۔ اردو کتاب میں تصحیحوں اور اضافوں کی بدولت مرزا عسکری بھی کم از کم ۲۵ فی صد شریک مصنف کہے جا سکتے ہیں۔ ایک طرح سے انھوں نے کتاب کی تکمیل کی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ اثر لکھنوی ''ڈاکٹر رام بابو سکسینہ نقوش شخصیات نمبر ۲، اکتوبر ۱۹۵۶ء، ادارہ فروغِ اردو، لاہور، ص ۹۴۹۔
۲۔ ڈاکٹر گیان چند، اردو کی ادبی تاریخیں، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۲۰۰۰، ص ۱۸۸۔
۳۔ ایضاً، ص ۱۸۹۔
۴۔ ایضاً، ص ۱۹۰۔
۵۔ ایضاً، ص ۱۹۳۔
۶۔ ایضاً، ص ۱۹۳۔
۷۔ ایضاً، ص ۱۹۵۔

کتابیات

۱۔ خلیل احمد صدیقی، ''ریختی کا تنقیدی مطالعہ'' لکھنؤ، ۱۹۷۴ء۔
۲۔ سید مصطفیٰ کمال (ڈاکٹر) ''اردوئے قدیم، تاج پریس، حیدرآباد، ۱۹۹۰ء۔
۳۔ گیان چند (ڈاکٹر) اردو کی ادبی تاریخیں، انجمن ترقی اُردو، کراچی، ۲۰۰۰ء۔
۴۔ محمد طفیل، ''نقوش شخصیات نمبر ۲، ادارہ فروغِ اردو، لاہور، اکتوبر ۱۹۵۶ء۔

❁❁❁